رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اگر دن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے پہ ہوں شیدا

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا + (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت منیجر الفضل
کے
قادیان ضلع گورداسپور پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداروں
سے
ساڑھے چار روپے للعہ

غیر ممالک سے
سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص۶۵)

جلد ۴ | ۸ - جولائی ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۶ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ | نمبر ۲

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے ۵ تاریخ سے درس قرآن کریم شروع فرما دیا ہے۔ ماہِ رمضان میں انشاء اللہ معمول سے زیادہ درس قرآن ہوا کریگا۔ ۷ تاریخ کو قدرے بارش ہوئی ہے ؂

آج کے پرچہ میں ایک اعلان از طرف حضرت خلیفۃ المسیح اور ایک اپیل شایع کی جاتی ہے۔ جو خاص طور پر احباب کی توجہ کے قابل ہیں۔

لنگر کا انتظام اور مہمانوں کی خاطر تواضع قابل تعریف ہے، جو جناب سید میر محمد اسحق صاحب کی کوشش اور سعی کا نتیجہ ہے ؂

اخبار احمدیہ

پورٹ بلیر سے جناب ماسٹر عبدالرحمان صاحب بی۔ اے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آجکل یہاں بارش کی کثرت ہے دن بھر میں دس پندرہ دفعہ بارش ہو رہتی ہے۔ اور ملیریا کا بھی خوب زور ہے۔ اگرچہ یہاں بعض قیود اور پابندیوں کی وجہ سے عام طور سے میل جول ممنوع ہے لیکن بعض پولیس کے افسروں سے سلسلہ گفتگو شروع ہو گیا ہے چنانچہ پرسوں خوب تبلیغ کا موقع ملا۔ اور بیرک کے قریب سپاہی اور افسروں کو خوب تبلیغ کیگئی۔ حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور سلسلہ احمدیہ کے کام اور دیگر علماء زمانہ کی حالت اور جہالت پر خوب تقریر ہوئی۔ اور مسئلہ وفات مسیح کو خوب کھولکر بیان کیا گیا۔ عام لوگوں میں ان باتوں کی اطلاع ہوتی چلی جاتی ہے ؂

انجمن احمدیہ لاہور نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کئے ہیں امید ہے کہ دیگر انجمنیں بھی اسکی تقلید کریں گی ؂

(۱) منتظمہ کمیٹی کا ہر ایک ممبر دس دس جلدیں انگریزی ترجمۃ القرآن کریم فروخت کرے۔ اور زیادہ سے زیادہ دو ماہ کے عرصہ میں انکی قیمت ادا کر دیوے (۲) ہر احمدی علاوہ ممبران منتظمہ کمیٹی۔ ایک ایک جلد اپنے لئے خرید ہے جسکی قیمت نقد ادا کرے۔ اور ایک ایک جلد غیروں میں فروخت کرنے کیلئے لیو ے جسکی قیمت ایک ماہ کے اندر ادا کر دیوے ؂ (۳) ایک جلسہ ۱۶ جولائی کو کیا جاوے۔ جسمیں منتظمہ کمیٹی کا ہر ممبر اپنا حساب پیش کرے (۴) سکرٹری صاحب انجمن ترقی اسلام قادیان کی خدمت میں لکھا جاوے۔ کہ مختلف اخباروں اور دیگر معززین نے جو ریویو انگریزی

باہتمام شیخ عبدالحق صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

نجف گڈھ سے ماسٹر احمد حسین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ کل بعد مغرب یہاں کے امام مسجد کو تبلیغ کی گئی۔ پہلے بھی چند مرتبہ خوب کھول کر حق پہنچایا جا چکا ہے۔ مگر افسوس کہ بالکل بے حس لوگ ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے متاثر ہوتے ہاں جی ہاں جی کرتے ہیں۔ پھر وہ کے وہی۔ اللہ تعالےٰ ہدایت کرے۔ آج سے دیگر اشخاص کو بھی تبلیغ کا ارادہ ہے۔ .. ..

.. ..

.. .. حضور اس سفر میں غلام کو جو بعض مشکلات درپیش ہیں انکے دور ہونے کے لئے آپکے اکسیر سید و مولا کو دعا کا ضرور خیال ہوگا۔ یہاں ۲۹ شعبان کی شام کو گرد و غبار کے سبب رویت ہلال نہیں ہوئی۔ حبس کا چلتا ہے بارش کا نام نہیں ✽

افطاری۔ زمین قادیان کا احترام کرنیوالو اور مدینۃ المسیحؑ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز اور چشمۂ روحانیت یقین کرنیوالو! رمضان المبارک آگیا ہے۔ گرمی کا موسم ہے۔ مدینہ نبوی میں غربا، مساکین، یتامیٰ کی ایک خاص تعداد قیام پذیر ہے منہ روزہ دار ہونگے انکی دعائیں خداوند تعالےٰ کے عرش تک پہنچینگی۔ پس اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ وہ تمہارے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ تو آپ ان کے لئے افطاری کا سامان کریں یعنی جو رقم آپ سے ہوسکے اپنے اصحاب صفہ کی افطاری کیلئے اور ان سے دعا کروانے کے لئے سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان کے نام جلد بھجوا دیں۔ خدا تعالیٰ آپکی مشکلات حل کریگا اور دین و دنیا میں برکت دے گا۔ نوٹ۔ سکرٹری صاحب کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ اس مد میں آنیوالی ہر ایک رقم کو مع معطی کے نام کے اخبار میں شائع کرا دیں ✽

ضرورت:۔ مولوی کرم محمد عثمان صاحب لکھنؤ سے لکھتے ہیں کہ جن احمدی برادران کے پاس خلافت راشدہ حصہ اول ہو اور وہ اُسے علیحدہ کرنا چاہتے ہوں۔ تو اسکی اصلی قیمت سے ڈبل قیمت پر حسب ذیل پتہ پر دی۔ پی کردیں وصول کر لیجائیگی۔ اور اگر ڈبل قیمت سے زائد لینا چاہتے ہوں۔ تو بھی اطلاع دیں۔ غیر مبائع احباب بھی اسمیں مخاطب ہیں۔ کیونکہ اب انکے کام کی یہ کتاب ہی نہیں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو لکھنؤ میں اپنے کیمپ [illegible]

✽ اس کتاب کی ازحد ضرورت ہے [illegible] ڈاکٹر محمد [illegible] صاحب اسسٹنٹ سرجن [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمان

جماعت احمدیہ کے نام

چونکہ بعض لوگ بعض کتب یا اشتہارات شائع کرکے جماعت کے احباب کے نام بغیر ان کی تحریری یا زبانی درخواست کے دی۔پی کردیتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں۔ کہ دی پی کرنے سے چند دن پہلے یا اسکے ساتھ ایک خط لکھ دیتے ہیں۔ کہ امید ہے کہ آپ اسے وصول کرلیں گے۔ اور قادیان کے ادب اور اسکی محبت کی وجہ سے یا اس شخص کی ذاتی محبت یا وجاہت کی وجہ سے لوگ اس دی۔پی کو گو دل نہ بھی چاہیں۔ با تکلیف ہی ہو چھڑا لیتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انجمن کے چندوں میں اس سے کمی واقعہ ہوتی ہے۔ اور ان کتب و اخبارات کے خریدنے سے بھی وہ لوگ محروم رہ جاتے ہیں جنہیں وہ اپنی ضروریات کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسطرح دی پی کرنا قانوناً بھی جرم ہے۔ اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ تمام اخبارات و کتب اور ٹریکٹوں کے شائع کرنے والوں کو تنبیہ کرتا ہوں۔ کہ وہ کسی کی تحریری یا زبانی درخواست کے بغیر کسی شخص کے نام ہرگز کوئی دی پی نہ کریں۔ اور جماعت کے احباب کو بھی چاہیئے۔ کہ اگر ان کے نام کوئی ایسا دی پی آجائے۔ تو وہ اسے واپس کردیں۔ اور اُسکے بھیجنے والے کے نام سے مجھے اطلاع دیں۔ ہاں وہ خریدار جو باقاعدہ شائع ہونے والے اخبارات کو مستقل طور پر خریدتے ہیں۔ وہ اس سے مستثنٰے ہیں مگر کسی نئے آدمی کے نام کوئی دی پی کرنا بلا اس کی درخواست کے ان کو بھی جائز نہیں۔ اور نہ یہ لکھ دینا کافی ہے۔ کہ اگر آپ کو منظور نہ ہو تو آپ اطلاع دیں۔ ورنہ اجازت سمجھی جائے گی درخواست کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ خریدار کی طرف سے ہو ✽

نوٹ:۔ ہر سکرٹری کا جس کو یہ اعلان پہنچے۔ یہ فرض ہے۔ کہ وہ اسے جماعت کے ہر فرد کے کان تک پہنچا دے۔ اور اس کو خبردار کردے ✽

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

خاکسار۔ شیر علی عفی عنہ اسسٹنٹ سکرٹری قادیان

✽✽✽

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

برادران کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ دنیا روزے چند عاقبت کار با خداوند انسان دنیا سے ساتھ کیا لے جائیگا وہی جو اللہ کی راہ میں اُسنے خرچ کیا۔ ہر ایک دینی کام ایک قربانی چاہتا ہے۔ اور یہ زمانہ زیادہ تر مالی قربانیوں کا ہے۔ پھر مبارک ہیں۔ وہ جنکی قربانیاں ٹھیک راستہ پر ہوں یعنی رضائے الٰہی کے واسطے ہوں انکے ساتھ دنیا کی طلبی اور شہرت کی خواہش نہ ہو۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور رحم سے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ سے بڑھکر اس زمانہ میں کوئی اسکی راہ میں خرچ کرنے والا نہیں ہے مبارک ہو تم جنہوں نے خدا کے مسیح کو پہچانا۔ ہاں اسکو شناخت کیا جسکا انتظار نہ صرف تیرہ سو سال سے تھا۔ بلکہ پہلے نبیوں نے بھی اسکے متعلق پیشگوئیاں کیں۔ خدا نے اپنی حکمت کی باتوں کو داناؤں سے چھپایا اور بچوں پر کھولدیا۔ بڑے بڑے علماء رہ گئے۔ اور آپ لوگ اپنے اخلاص کے سبب آگے بڑھ گئے۔ پس اس شکریہ میں ضرور ہے کہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اللہ کی راہ میں سعی کریں۔ صدر انجمن اور انجمن ترقی اسلام کے ماتحت اسوقت بہت سے اہم ضروری دینی کام سرانجام پا رہے ہیں۔ انکی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ آپ صاحبان اخباروں میں ان کے حالات پڑھتے رہتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کہ اسوقت ہر دو انجمنوں کے ماتحت کے فنڈ بہت کمزوری کی حالت میں ہیں۔ یہ مشکلات بآسانی طے ہو سکتے ہیں۔ مگر سب احباب اپنے ماہوار چندوں کو ٹھیک وقت پر بھیجا کریں اور ایسا انتظام ہو۔ کہ کوئی شخص اپنے ماہواری چندے کی آدائگی میں تساہل نہ کرے۔ بسر دست وقتی امداد کی بھی ضرورت ہے۔ اگر دوست پچھلے بقائے بھی سب ادا کردیں۔ تو کافی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ اس مضمون کے مخاطب صرف انجمنوں کے سکرٹری ہیں۔ بلکہ ہر ایک احمدی بھائی کی طرف اسکا خطاب ہے۔ ہر ایک اپنی جگہ سوچے اور غور کرے۔ اور فراہمی چندہ کے کام میں کوشش کرے اور اپنی سعی سے انجمن کو اطلاع دے۔۔۔۔ صدر انجمن کے واسطے جو چندہ ہوا کرتا ہے۔ آپس کی ہو۔ اور کم از کم اسکے نصف کے برابر انجمن ترقی اسلام کے واسطے ہو۔ ان تھوڑے لفظوں کو بہت بڑی تاکید سمجھا جائے۔ اور بہت جلد اسکی طرف توجہ ہو۔ ورنہ خوف ہے کہ مشکلات کا سامنا ہوگا۔ والسلام

اگر یاراں کنوں بر غربت اسلام رحم آرید ✽ باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

المعلن خاکسار۔ شیر علی عفی عنہ اسسٹنٹ سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان (ضلع گورداسپور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۸ جولائی ۱۹۱۶ء

اشاعتِ اسلام کانفرنس

ہمارے پاس ایک مطبوعہ چٹھی برائے اشاعت پہنچی ہے۔ جسمیں چند اشخاص کی طرف سے ایک اشاعت اسلام کانفرنس کے وجود میں لانے کی نسبت باین الفاظ اعلان کیا گیا ہے کہ

"لِلّٰہ اسلام کے حقوق کا لحاظ کر کے اس آواز کو قبول کیجئے یعنی اشاعت اسلام کانفرنس کی بنیاد رکھئے۔ اور کام شروع کر دیجئے"

ہمیں اس انجمن کے مقصد سے اختلاف نہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ جو اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے آمادہ کار ہوئے ہیں۔ ہم اس وقت اعلان کنندگان کے نام نہیں لکھیں گے۔ البتہ یہ بتا دیتے ہیں۔ کہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی رنگ میں پیشتر ازیں ایسی ہی انجمنوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے مقاصد میں اشاعت اسلام بھی شامل ہے۔ پس اس صورت میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ انہوں نے آج تک کیا اشاعت اسلام کی ہے کہ آیندہ ایک اور انجمن قائم کر کے کرینگے۔ اس کے متعلق اخبار وکیل کے ان الفاظ کو زیر نظر رکھنا چاہیے کہ

"آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میں اس (اشاعت اسلام) موضوع پر دھواں دھار تقریریں ہوئیں۔ ندوۃ العلماء میں اس کے متعلق حلف اٹھائے گئے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور میں ہر سال اسی کا رونا رویا جاتا ہے۔ اور منجملہ دیگر اخبارات کے وکیل اسلامی دنیا کو ایک عالمگیر خطرہ کی موجودگی سے مسلسل آگاہ کرتا رہا ہے اور پیشوایان دین و محبان قوم سے پکار پکار کر کہا گیا۔

باغبان ہشیار ہو مشتاق رخصت ہے بہار
[illegible] گلستان کے پھول مرجھانے لگے

اور اگرچہ اس شور و شیون پر اکثر آنکھوں کو اشکبار دیکھا۔ مگر آہ! کسی دل کو آمادۂ عمل نہ دیکھا۔"

یہ واقعات حاضرہ ہیں جو بتا رہے ہیں کہ پنجاب میں نہ اشاعت اسلام کا دم بھرنے والی انجمنوں کی کمی ہے اور نہ ان میں شامل ہونیوالے ممبروں کی قلت ہے لیکن اس وقت تک انہیں اپنے مدعا و مقصد میں جو کچھ کامیابی ہوئی ہے۔ وہ نہ ہونے سے بدتر ہے چونکہ انکی وجہ سے عوام الناس نے اسلام کی ایک بدشکل اور بھونڈی تصویر کا نقشہ اپنے ذہن میں جما لیا ہے۔ اور وہ بجائے اسلام کے قریب آنے کے ان کی ناروا سعی سے اور زیادہ دور ہو چکے ہیں۔ پس جبکہ اب بھی وہی دست و بازو اور وہی دل و دماغ مجوزہ اشاعت اسلام کانفرنس میں کام کرنیوالے ہونگے۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اشاعت اسلام ہو چکی ٭

یہ ایک عام بات ہے۔ کہ جب کوئی انسان کسی ایسے امر کو کرنے لگتا ہے جس میں اس کا کامیاب ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ وہ ابتداء ہی ایسے غلط طریق سے شروع کرتا ہے۔ یہی حال اسوقت مسلمانوں کا ہے۔ وہ تہیہ تو اشاعت اسلام کا کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کام کریگا کون؟ کیا وہی لوگ جو اسلام کے لئے باعث ننگ و عار ہیں۔ اور جن کو خود اسبات کی ضرورت ہے۔ کہ

آہ! خدا ہم کو ہمارے فائدہ کی سوجھ بوجھ دے
"آہ! کوئی اللہ کا بندہ آوے اور ہم کو سمجھائے۔ ؎
مردے از غیب بروں آید و کارے بکند"

اہلحدیث - ۱۰ مارچ ۱۹۱۶ء

یہی لوگ اشاعت اسلام کے مقدس کام کو سرانجام دینگے یا وہ پیشوایان دین جنکے اوقات گرامی مقدمہ بازی میں صرف ہوتے ہیں۔ اگر موجودہ مسلمانوں میں اسلام کے پھیلانے کا جذبہ ہوتا۔ اور وہ اس قابل ہوتے۔ کہ کوئی غیر مذہب کا انسان ان کے آگے اسلام سیکھنے کے لئے زانوئے ادب خم کرنے کے لئے مجبور ہوتا۔ تو ان کی یہ دردناک اور عبرت بخش حالت نہ ہوتی۔ بلکہ ان میں وہ صلاحیت اور تقویٰ نظر آتا۔ جو اسلام کے سچے پیرووں کا خاصہ ہے۔ لیکن اس کا نہ ہونا بتا رہا ہے۔ کہ یہ اشاعت اسلام کے دعویدار خود اس جنس محبوب سے تہیدست ہیں۔ جس کے نام پر دوسروں کو بلاتے ہیں پس کیا پیشتر اس کے کہ مسلمان اشاعت اسلام نام رکھ کر دیگر اغراض کے پورا کرنے کے لئے انجمنیں قائم کریں۔ اسبات کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ وہ خود کسی "اللہ کے بندہ" کی تلاش میں نکلیں۔ تا جو کچھ کہ کھو چکے ہیں۔ وہ انہیں واپس لا دے۔ اور جو ضائع کر چکے ہیں۔ حاصل کرا دے۔ جب تک مسلمان اس طرف متوجہ نہیں ہونگے۔ ممکن نہیں کہ انہیں کسی صورت بھی اشاعت اسلام میں کامیابی حاصل ہو سکے ہمارا یہ کہنا یونہی نہیں۔ بلکہ واقعات پر مبنی ہے۔ اس وقت تک ایک نہیں دو نہیں۔ بلکہ کئی ایک انجمنیں اس کام کو لیکر اٹھی ہیں۔ لیکن سوائے ناکامی کے ان کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ اب بھی اگر کوئی انجمن پہلے طریق پر ہی اس کام کو ہاتھ میں لیگی۔ تو اس کا بھی وہی حشر ہو گا۔ جو اس سے پہلی کئی ایک کا ہو رہا ہے۔ کیونکہ اشاعت اسلام چند اشخاص کا مل کر ایک انجمن بنا لینا اور اس میں چند ریزولیوشن پاس کر دینے کا نام نہیں ہے۔ اور نہ دھواں دھار تقریروں اور پرجوش اخباری تحریروں سے یہ کام ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ محض خدا کے فضل اور اسی کی توفیق سے ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنا فضل اور توفیق اسی کو دیتا ہے۔ جو خود سچا مسلمان ہو۔ اور اسلام کے احکام کو پوری طرح سے بجا لائے لیکن یہی بات ہے جس کا مسلمانوں میں فقدان ہے۔ عوام الناس تو الگ رہے وہ لوگ جو علمائے دین ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اس حد کو پہنچ گئے ہیں۔ کہ بجائے [illegible] کسی خدا کے بندہ کے انتظار کر رہے ہیں۔ بس جب تک کبھی [illegible] قبول کر کے مسلمان اپنی اصلاح نہ کرینگے [illegible] تب تک اشاعت اسلام کا [illegible] ناممکن ہے ٭

کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ [illegible] باوجود ناکامی پر ناکامی دیکھنے کے [illegible] اسلام انجمنیں بنانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں لیکن اسبات کو انہیں ذرا بھی خیال نہیں [illegible]

لوگ جو اپنے آپ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور اسلام سے بالکل ناآشنا اور بے بہرہ ہیں انکی اصلاح کی جائے۔ اور انہیں اسلام سے واقف کیا جائے۔ اگر ہم اس حقیقت سے ناآشنا ہوتے۔ کہ ایک بیمار دوسرے بیمار کا کچھ علاج نہیں کر سکتا۔ اور ایک کمزور دوسرے کمزور کو کچھ مدد نہیں دے سکتا۔ تو ہمیں تعجب ہوتا۔ کہ اشاعت اسلام کا دم بھرنے والے مسلمانوں نے کیوں پہلے ان لوگوں میں اسلام کی اشاعت نہیں کی۔ جو خود مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور کیوں انہیں صحیح معنوں میں مسلمان نہیں بنایا۔ حالانکہ اول تو بہ نسبت دوسروں کے ان میں آسانی سے کام ہوتا۔ دوسرے ان کا ضروری فرض بھی یہی تھا کہ پہلے گھر کی خبر لیتے۔ اور پھر باہر کی طرف متوجہ ہوتے۔ لیکن چونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ خود ہی ان ہی ایسے ہیں۔ اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں اگر وہ خود اسلام کے سچے پیرو ہوتے۔ اپنے اندر تعلیم اسلام کا اثر رکھتے۔ اور عملی طور پر اسلامی احکام بجا لاتے۔ تو دوسروں کو بھی اپنے جیسا بنانے کی سعی اور کوشش کرتے۔ لیکن موجودہ صورت میں وہ بیچارے معذور ہیں۔ کیونکہ ؎

او خویشتن گم است کرا رہبری کنند

مگر اس حالت میں اشاعت اسلام کے لئے کھڑے ہونے کی کوشش ایک حیرت انگیز جرأت ہے کیونکہ جب وہ دوسرے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اپنی کمزوری اور ضعف کی وجہ سے جرأت نہیں کر سکتے تو غیروں کی طرف قدم بڑھانا گویا اپنے آپ کو ناکامی کے منہ میں گرانا ہے۔ اس لئے ہم بڑی ہمدردی سے یہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے دل میں درد رکھنے والے لوگ پہلے خود اس "خدا کے بندہ" کے آستانہ میں پہنچیں۔ جسے خدا تعالیٰ نے انکی اصلاح اور اسلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کرنے کے لئے اس زمانہ میں بھیجا ہے۔ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ کہ مسلمانوں کی رُوحانی امراض اس وقت اس حد تک بڑھ گئی ہیں۔ کہ سوائے کسی خدا کے برگزیدہ کے ان کا علاج ہونا ناممکن ہے اور اسبات کا تمام مسلمانوں کو بھی اعتراف ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ رُوحانی شفا دینے کے لئے جب خدا تعالیٰ نے ایک انسان کو چن لیا ہے تو اس کے فیض سے بہرہ ور نہیں ہوتے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ ابتدائے عالم سے لیکر اس وقت تک رُوحانی امراض کا علاج کسی انسانی کوشش اور سعی سے نہ کبھی ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس کا علاج روحانیت کے چشمہ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا رہا ہے۔ پس اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے خود ہی ایک انسان کو چن لیا ہے۔ اب صرف اسی کے ہاتھ میں رُوحانی بیماروں کی شفا ہے۔ ہزاروں انجمنیں بنیں۔ لاکھوں کوششیں کی جائیں۔ کروڑ ہا روپیہ صرف کیا جائے۔ کبھی وہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو خدا کے فرستادہ کی نیم توجہی سے ہو سکتی ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ پیشتر اس کے کہ اشاعت اسلام کے لئے کسی قسم کی کوشش کریں۔ خود حضرت مسیح موعود ؑ کے ذریعہ سچے مسلمان بنیں۔ اور دوسرے مسلمانوں کو بنائیں۔ اس کے بعد اشاعت اسلام کے فرض کو انجام دیں۔ پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ انہیں کیسی کامیابی اور فتحمندی عطا کرتا ہے۔ لیکن جب تک مسلمان اپنی حالت کو درست نہ کرینگے۔ اور اپنے آپ کو حقیقی معنوں میں مسلمان نہ بنائینگے۔ اس وقت تک ان کے ہاتھ سے اسلام کی اشاعت نہ ہوگی۔ اور اگر ان کے ذریعہ کوئی شخص اپنے آبائی مذہب کو چھوڑنے پر آمادہ بھی ہو گیا تو وہ بھی ویسا ہی مسلمان ہوگا۔ جیسے کہ وہ خود ہیں۔ کیونکہ اب اسلام صرف وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود ؑ کے ذریعہ دنیا میں پیش کیا گیا ہے۔ آپ ہی کے ذریعہ وہ نشانات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ جو اسوقت اسلام کی صداقت اور سچائی کا سکہ بٹھانے والے ہیں۔ اور جن کے انکار کی کسی کو طاقت نہیں۔ آپ کے سوا مسلمانوں کے پاس اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا اور کوئی مابہ الامتیاز ثبوت نہیں ہے۔

پس ہمارا یہ مخلصانہ اور درد دل سے نکلا ہوا مشورہ ہے کہ اس وقت تک مسلمانوں نے کئی طرق سے اسلام کی اشاعت کے لئے کوششیں کی ہیں۔ جن میں کامیاب ہونے کا ثبوت اسبات سے مل سکتا ہے۔ کہ اب انہیں ایک اور کانفرنس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ پس اب وہ خدا کے لئے ہماری بات پر بھی غور کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کر کے پھر اشاعت اسلام کی کوشش کریں *

انسانیت کے درجہ سے تنزل۔

آجکل مسلمانوں کی حالت پر جسقدر رویا جائے کم ہے۔ کیونکہ الذین نسوا اللّٰہ فانسٰھم کا نظارہ ان کے ہر ایک قول اور فعل میں نظر آرہا ہے وہ کہنے کو تو بڑے حریت پرست اور آزاد خیال ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو بھلا دینے کی سزا میں انہیں اپنے نفس کی قدر بھی اسقدر بھول گئی ہے کہ وہ کام جو گھوڑے اور خچر وغیرہ کے کرنے کا ہے۔ خود کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ کسی کی خاطر اظہار جوش و خروش کے لئے گھوڑے کھولکر خود گاڑی کھینچتے ہیں گو یہ تو ان لوگوں کا حال ہے۔ جنہیں شائد مغربی تہذیب نے یہی سبق پڑھایا ہے۔ اور جن کے نزدیک اہل مغرب کی تقلید کرنا بہ نسبت اسلامی احکام کے بجالانے کے زیادہ ضروری ہے۔ لیکن کس قدر قابل تعجب ہیں وہ لوگ جو دین کے ستون اور مذہب کے پیشوا کہلاتے ہیں اور گاڑی میں بیٹھے۔ انسانوں سے گھوڑوں کا کام لیتے ہوئے ذرا خیال نہیں کرتے۔ کہ کیا کر رہے ہیں۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن فی الحال ایک تازہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ ندوۃ العلماء کے جلسہ میں صدر جلسہ شاہ سلیمان صاحب پھلواری کی گاڑی جن کا پایہ تقدس مسلمانوں کے نزدیک بہت اونچا ہے مسلمانوں نے خود کھینچی۔ اور گھوڑے الگ کر دئے صاحب ہوش انسانوں کے لئے یہ نظارہ کیا ہی قابل نفرت اور لائق ملامت ہوگا۔ کہ انسان اپنی خوشی اور جوش عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے حیوانیت کا درجہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور پھلواری صاحب دیکھ دیکھ کر پھولے نہیں سماتے تھے کاش! یہ لوگ خدا تعالیٰ کو نہ بھولتے تا اپنے نفسوں کو بھی نہ بھلاتے۔ اور انسانوں سے حیوان نہ بنتے *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

مُبلّغین سلسلہ کی دعاؤں سے مدد کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۳ جون ۱۹۱۶ء

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (۲-۱۸۲)

میں اسوقت جس مضمون کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ہے تو بہت لمبا بلحاظ اس زمانہ کی ضروریات کے۔ کیونکہ اس زمانہ کی طرز ہے کہ جب تک کسی بات کو کھول کر تشریح اور مفصل نہ بیان کیا جائے لوگ کم سمجھتے ہیں۔ ورنہ صحابہؓ کے زمانہ میں بہت لمبی لمبی باتیں نہایت مختصر فقرات اور جملات میں بیان کر دی جاتی تھیں۔ اور سامعین اسی کو کافی خیال کرتے تھے۔ غرض یہ مضمون تو اس قابل ہے۔ کہ اس کی خوب تشریح کی جائے۔ لیکن چونکہ چار پانچ روز سے مجھے بخار آتا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے بولنے کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ مضر ہے۔ اسلئے میں اس کو مختصراً بیان کرتا ہوں۔ آگے ہر شخص اپنے اپنے عقل فہم اور سمجھ کے مطابق سوچ لے۔

اس وقت ہمارے کچھ مبلغ بیرونجات میں کام کر رہے ہیں۔ ایک انگلستان میں ہے۔ ایک ماریشس میں۔ ایک پورٹ بلیئر میں ہے۔ ایک بنگال میں۔ اسی طرح پنجاب کے مختلف علاقوں میں ہیں۔ مدد تائید اور نصرت کے تو سب ہی محتاج ہیں۔ کیونکہ تمام انسانی کاموں کو اللہ تعالیٰ نے کچھ اسی قسم کا بنایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے سہارے اور تعاون سے چلتے ہیں مگر ان میں سے جو بیرونی ممالک میں مبلغ ہیں۔ وہ مدد کے زیادہ محتاج ہیں۔ محتاج ہی نہیں۔ بلکہ زیادہ مستحق ہیں اس بات کے کہ ہماری جماعت کے تمام لوگ ان کی مدد کریں۔ پھر ان میں سے بھی مدد کے زیادہ مستحق وہ ہیں جن کی تبلیغ ایسے لوگوں میں ہے۔ جو نسلاً بعد نسلٍ اسلام کے دشمن چلے آ رہے ہیں۔ اور جو ایسی روائیتوں میں پلے ہیں۔ جن میں اسلام کو نظر حقارت سے دیکھا گیا ہے کمزور تریں بیان کیا گیا ہے۔

درحقیقت تبلیغ کا کام کسی خاص شخص کا کام نہیں بلکہ ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ پس نادان ہے اور اپنے فرائض کو نہ سمجھنے والا ہے وہ انسان جو یہ خیال کرے۔ کہ فلاں شخص جو تبلیغ کا کام کرتا ہے اپنا کام کر رہا ہے۔ کیونکہ درحقیقت وہ ایک ایجنٹ ہے۔ جسطرح تاجر کمپنیاں مختلف جگہوں میں اپنے ایجنٹ مقرر کرتی ہیں۔ اور ایسا نہیں ہوتا۔ کہ ہر جگہ مالکان کمپنی جائیں۔ اسی طرح ہمارے مبلغ ہماری تمام جماعت کے ایجنٹ ہیں۔ کیونکہ سب کی سب جماعت تو ہر جگہ جا نہیں سکتی۔ اس لئے یہی ہوگا۔ کہ ساری جماعت کے کچھ قائمقام ہوں۔ جو مختلف جگہوں میں کام کریں۔ جب صورت حال یہ ہے۔ تو آسانی سے یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کہ ان قائمقاموں کی کامیابی تمام جماعت کی کامیابی ہے۔ اور ان کی ناکامی تمام جماعت کی ناکامی اگر کسی ملک کی فوج کسی جگہ لڑ رہی ہو۔ تو ملک کے تمام لوگوں پر اس کی مدد کرنا فرض ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ سپاہی جو بندوق اٹھائے مقابلہ کر رہا ہے اپنی قوت بازو دکھلا رہا ہے۔ لیکن وہ اپنے ملک کے سب لوگوں کا قائمقام ہو کر کھڑا ہے۔ اس لئے اگر وہ گرتا ہے۔ تو اسکا سارا ملک گر جاتا ہے۔ اور اگر اسکے کامیابی اور فتح حاصل ہوتی ہے۔ تو اسکا سارا ملک فاتح کہلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ قومیں جو سمجھدار ہیں۔ اپنے ہر ایک سپاہی کی قربانی کو اپنی قربانی سمجھ کر اس کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں مگر وہ ملک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جس کے سپاہی دشمن سے لڑنے کے لئے جائیں۔ اور دوسرے لوگ کہیں۔ کہ وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لئے گئے ہیں۔ ہمیں ضرورت نہیں۔ کہ ان کی مدد کریں۔ یا کسی طریق سے لڑائی میں حصہ لیں۔ کیونکہ جب تک ہر فرد کی طاقت ترازو کے پلڑے میں نہ ڈال دی جائے اس وقت تک مقابلہ کے پلڑا سے بھاری نہیں ہو سکتا۔ پس مبلغین کا کام ان کا نہیں۔ بلکہ ہم میں سے ہر ایک کا ہے۔ خواہ وہ مرد ہے یا عورت۔ خواہ بڑا ہے یا چھوٹا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کامیابی یا ناکامی کا اثر تمام جماعت پر پڑتا ہے اس لئے ان کی مدد کرنا درحقیقت آپ اپنی مدد کرنا ہے پس ہماری جماعت کے تمام لوگوں کو چاہیئے۔ کہ ہر رنگ اور ہر ذریعہ سے جو خدا دے۔ مبلغین کی مدد کریں۔ کیونکہ ان کو مدد دینا ان کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنے لئے ہے۔ اور اپنے بھی جسم کے لئے نہیں۔ بلکہ روح کے لئے جو جسم سے بہت زیادہ قیمتی ہے۔

مبلغین کو مدد دینے کے ذرائع تو بہت سے ہیں مثلاً مال سے مدد کرنا ایک ذریعہ ہے۔ ان کو مفید اور فائدہ مند نصائح کرنا دوسرا ذریعہ ہے۔ ان کے تبلیغی کام کے متعلق مفید مشورے دینا تیسرا ذریعہ ہے ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے ایسے مضامین لکھنا جو اپنے اندر روحانیت رکھتے اور اسلام کی صداقت پر دال ہوں۔ چوتھا ذریعہ ہے۔ پھر کثرت سے ٹریکٹ چھپوا کر ان کے پاس بھیجنا کہ وہ تقسیم کر سکیں۔ پانچواں ذریعہ ہے۔ غرض ان کی مدد کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں۔ لیکن ان سب سے زیادہ زوردار اور مفید و بابرکت ذریعہ جو ہے۔ وہ دعا کا ذریعہ ہے۔ اس ذریعہ سے جسقدر مدد کی جا سکتی ہے۔ اور کسی طریق سے نہیں ہو سکتی۔ لاکھوں لاکھ ٹریکٹ چھپوا کر ان کو بھیجے جائیں۔ کروڑوں کروڑ روپیہ ان کے لئے صرف کیا جائے۔ بے انتہا مفید سے مفید مشورے اور اعلیٰ سے اعلیٰ نصیحتیں انہیں کی جائیں۔ ان کے دل کو مطمئن اور با فراغت رکھنے کے لئے ان کے بال بچوں کی خبر گیری میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا جائے۔ مگر ان سب سے بڑھ کر دعا مدد دے سکتی ہے۔ کیونکہ یہ سب ذرائع ہوتے ہوئے انسان ناکام ہو جاتا ہے۔ مگر دعا کی مدد جس کے ساتھ ہو

وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا ۔ دنیا میں دوسری قومیں مال کے لحاظ سے ہم سے بہت زیادہ دولتمند ہیں مگر باوجود اسکے وہ مذاہب کے میدان میں ہمارے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہوسکتیں ۔ اگر عوام کی نگاہ میں ان کی کچھ کامیابی ہے ۔ تو یہ کوئی کامیابی نہیں ۔ کیونکہ ان کے ذمہ دار اور حقیقت شناس لوگ اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں ۔ کہ ہمارا قدم پیچھے پڑ رہا ہے ۔ نہ کہ آگے ۔ اسی طرح مشورہ دینے اور مفید باتیں بتلانے والے بھی غیر اقوام میں بڑے بڑے عالی دماغ ہیں ۔ . . . .

. . . مبلغین کے آرام و آسائش کا خیال رکھنے والے بھی وہ ہم سے زیادہ ہیں ۔ ٹریکٹ بھی لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں شائع کرتے ہیں ۔ غرض یہ سب اشیاء دیگر اقوام کے پاس ہم سے بہت زیادہ ہیں ۔ اگر کچھ نہیں ہے ۔ تو دعا کا ہتھیار نہیں ہے ۔ اور مقابلہ کے وقت ہمیشہ انہی باتوں اور ذرائع سے کامیابی ہوا کرتی ہے ۔ جو دشمن کے پاس کم ہوں یا بالکل نہ ہوں ۔ ان سامانوں کے ذریعہ غلبہ نہیں ہوا کرتا جو دشمن کے پاس زیادہ ہوں ۔ مثلاً ایک قوم جس کے پاس دس کروڑ روپیہ ہے ۔ وہ کہے کہ ہم اپنے دشمن پر جس کے پاس تیس کروڑ روپیہ ہے ۔ مالی رنگ میں فتح حاصل کرلیں گے ۔ تو یہ بالکل غلط بات ہے ۔ کیونکہ پیشتر اس کے کہ اس کے دشمن کا روپیہ ختم ہو ۔ اسکا اپنا ختم ہو جائے گا ۔ اس لئے اس کے لئے کامیابی حاصل کرنے کے لئے یہ ذریعہ نہیں ہوسکتا ۔ اس موجودہ جنگ میں متحدہ سلطنتوں کے مدبر اس بات پر غور و فکر کرتے رہتے ہیں ۔ کہ جرمن پر جلد تر فتح پانے کا کونسا ذریعہ ہوسکتا ہے ۔ اس کے لئے وہ ہر ایک قسم کے سامانوں کو دیکھتے ہیں اور پھر اس بات کا اندازہ لگاتے ہیں ۔ کہ کونسی چیز جرمنی کے پاس کم ہے تا اس کے ذریعہ اسپر فتح حاصل کی جائے ۔ تو کسی دشمن پر فتح پانے کے لئے وہ ذریعہ نہایت کارآمد ۔ مفید اور جلد فیصلہ کرنے والا ہوتا ہے جو دشمن کے پاس نہ ہو ۔ یا کم ہو ۔ پس اس وقت ہمارے پاس دعا ہی ایک ایسا ذریعہ ہے ۔ جو ہمارے مخالفین کے پاس نہیں ہے ۔ اس لئے اس کے ذریعہ ہم ان پر کامیابی حاصل کرسکتے ہیں ؛

اس وقت جو آیت میں نے پڑھی ہے ۔ اس میں نہایت لطیف پیرایہ میں خدا تعالےٰ نے یہ بتایا ہے کہ دعا ان سب ذرائع سے جن سے کامیابی حاصل ہوا کرتی ہے ۔ بڑھ کر ہے ۔ اس آیت میں ایک لفظ خدا تعالےٰ نے ایسا رکھا ہے ۔ جس نے دعا کی نہایت تشریح کردی ہے ۔ جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں اور کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ واذا سالك عبادی عنی فانی قریب ۔ اے رسول (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) جب تجھ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں ۔ تو کہدے کہ میں قریب ہوں ۔ یہ آیت سورہ بقر میں آئی ہے ۔ اور وہ مدنی ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا وہ وقت تھا ۔ کہ صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالےٰ کے متعلق سوال کرسکتے تھے ۔ حالانکہ سورہ قٓ میں جو کہ مکی ہے ۔ خدا تعالےٰ فرما چکا ہے ۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (ق ۵۰ ۔ ۱۵) اس آیت میں قریب نہیں ۔ بلکہ اقرب کا لفظ موجود ہے ۔ پس جبکہ اس مکی سورہ میں خدا تعالےٰ نے اپنے آپ کو اقرب فرما دیا ہے ۔ تو پھر مدنی میں یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی ۔ کہ جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے سوال کریں ۔ تو یہ جواب دو کہ میں قریب ہوں ۔ کیونکہ جب مکی آیت کے ذریعہ انہیں معلوم ہوچکا تھا ۔ کہ خدا تعالےٰ بہت ہی قریب ہے ۔ تو پھر یہ سوال ہی کوئی نہیں کرسکتا تھا ۔ اس لئے اس آیت کے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی ۔ اور اگر کوئی یہ سوال کرتا بھی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ بتا سکتے تھے ۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔ لیکن قرآن کریم خدا تعالےٰ کا کلام ہے ۔ اور خدا کا کلام بلا ضرورت یا بیجا نہیں ہوا کرتا ۔ اس لئے معلوم ہوا ۔ کہ یہاں خدا تعالیٰ کا سوال بیان کرنا اور پھر اس کا جواب بھی دینا کوئی اور حکمت رکھتا ہے ۔ اور یہاں جو قریب کا لفظ آیا ہے ۔ اس کا مطلب وہ قرب اور بُعد نہیں ۔ جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے ۔ کیونکہ اس کے متعلق تو اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے ۔ کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید اگر یہاں بھی یہی مراد ہوتی ۔ تو پھر یہ کیوں فرماتا ۔ کہ جب لوگ تجھ سے میرے متعلق سوال کریں ۔ تو یہ جواب دیجو ۔ گویا پہلے یہ جواب نہیں بتایا گیا تھا ۔ اور اب بتایا ہے ۔ تو معلوم ہوا ۔ کہ یہاں سوال ہی کوئی اور ہے ۔ اور اس کے جواب میں جو قریب کہا گیا ہے ۔ وہ بھی کوئی اور معنی رکھتا ہے ۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے ۔ کہ ان دونوں آیتوں میں خدا تعالےٰ نے ایک عجیب فرق رکھا ہے ۔ اور وہ یہ کہ قرب اور بُعد ہمیشہ نسبت کے ساتھ ہوتے ہیں ۔ ایک چیز ہمارے قریب ہے ۔ مگر وہی دوسرے کے بعید ہے ۔ مثلاً یہ بچہ جو اس وقت ممبر کے پاس بیٹھا ہے ۔ یہ مجھ سے قریب ہے ۔ لیکن جو شخص آخری سرے پر بیٹھا ہے ۔ اس کے بعید ہے ۔ اور جو اس کے قریب بیٹھا ہے ۔ وہ مجھ سے بعید ہے ۔ تو قریب اور بعید نسبت سے ہوتا ہے ۔ جب ایک چیز کو قریب کہتے ہیں ۔ تو ایک نسبت سے کہتے ہیں ۔ دوسری نسبت سے وہی چیز بعید ترین ہوسکتی ہے ۔ تو سورہ قٓ میں جو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ کہ ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ۔ کہ ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے ۔ اور ہم ہی اس کے متعلق یہاں تک جانتے ہیں ۔ کہ اس کے دل میں جو کچھ وسوسہ ہوتا ہے ۔ اس کو بھی جانتے ہیں ۔ اور ہم ہی اس کے رگ جان سے بھی قریب تر ہیں ۔ اس میں الیہ کی نسبت سے اقرب فرمایا ہے لیکن واذا سالك عبادی عنی فانی قریب میں قریب کا لفظ کسی نسبت سے نہیں فرمایا ۔ بلکہ بلا نسبت فرمایا ہے ۔ اور کوئی حد بندی نہیں کی ؛

اس میں ایک لطیف بات ہے ۔ اور وہ یہ کہ انسان جو اپنی حاجت خدا تعالیٰ کے حضور بیان کرتا ہے وہ مختلف اوقات میں مختلف اشیاء کے متعلق ہوتی ہے کبھی تو وہ انسانوں کے متعلق ہوتی ہے کبھی

حیوان کے متعلق - کبھی جانداروں کے متعلق ہوتی ہے کبھی بے جانوں کے متعلق - کبھی خدا کے متعلق ہوتی ہے - کبھی ملائکہ کے متعلق - کبھی اس دنیا کے متعلق ہوتی ہے - کبھی اگلے جہان کے متعلق - کبھی اس زمین پر رہنے والی چیزوں کے متعلق ہوتی ہے - کبھی آسمان کی چیزوں کے متعلق - غرض انسان کی مختلف احتیاجیں ہیں - اور ایسی وسیع ہیں - کہ جن کی کوئی حد بندی نہیں ہو سکتی - لیکن انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے - کہ جب کسی چیز کی اُسے طلب ہوتی ہے تو اس کے حاصل کرنے کے متعلق کوئی ایسا ذریعہ تلاش کرتا ہے - جو قریب ہو - قریب کی کئی قسمیں ہیں - ایک یہ بھی قریب ہے - کہ کوئی ذریعہ جلدی میسر آجائے - مثلاً ایک شخص سفر پر جانا چاہتا ہے - اُسے اِکّہ یا گھوڑا تلاش کرتا ہے - ہو سکتا ہے کہ کوئی اِکّہ یا گھوڑا اس کے مکان کے قریب ہو - اور کوئی دور - مگر جب قریب اور دور کا اِکّہ یا گھوڑا آپس میں یکساں ہوں گے - یعنی ایک ہی وقت پر اور ایک ہی ایسے آرام سے پہنچاتے ہوں گے - تو وہ یہ نہیں کرے گا - کہ اپنے مکان کے قریب والے کو نہ لے - اور بعید کو لے لے - بلکہ وہ قریب والے کو لیگا - اور بعید والے کو چھوڑ دے گا - تو ہر ایک انسان اپنا مدعا حاصل کرنے کے لئے جو ذریعہ قریب دیکھتا ہے - اس کو لیتا ہے - اور بعید کو چھوڑ دیتا ہے - اس کے علاوہ قریب ایک اور رنگ میں بھی ہوتا ہے - یعنی وہ ذریعہ جو اپنے مدعا اور منزل مقصود کے قریب تر پہنچا دے - مثلاً کسی شخص نے ایک جگہ جانا ہے - اسے ایک ایسی سواری ملتی ہے - جو اُسے منزل مقصود سے ایک میل ورے چھوڑ دیتی ہے - دوسری آدھ میل تیسری ایک چوتھائی میل - اور ایک عین جگہ پر پہنچا دیتی ہے - تو وہ ان میں سے اُسی کو اختیار کرے گا - جو سب سے قریب پہنچانے والی ہوگی - دوسریوں کو چھوڑ دے گا - غرض بہت سے قرب ہیں - جن کا کسی چیز میں پایا جانا انسان دیکھتا ہے - اور جب وہ سارے قرب کسی میں پا لیتا ہے - تو اس کو اپنے مدعا کے حصول کے لئے لے لیتا ہے - اللہ تعالےٰ نے یہاں فرمایا ہے - واذا سالک عبادی عنی فانی قریب - کہ انسان اپنے مختلف مدعاؤں کے لئے کوشش کرتا ہے - اور ان کے لئے دیکھتا ہے - کہ کونسا ذریعہ اختیار کروں - جس سے جلد کامیاب ہو جاؤنگا مثلاً تبلیغ کا کام ہے - اس کے متعلق انسان سوچتا ہے - کہ ٹریکٹ تقسیم کردوں - یا لکچر دوں - یا خدا سے دعا کروں - کہ وہ لوگوں کے دلوں کو کھول دے - خدا تعالےٰ فرماتا ہے - جب کوئی انسان ذرائع کو سوچتے سوچتے یہاں پہنچے - کہ میں دعا کروں - تو اس کو کہدو کہ اللہ قریب ہے - قریب الیہ نہیں فرمایا - اس لئے کہ خدا نہ صرف اس انسان کے قریب ہے - بلکہ ہر ایک چیز کے قریب ہے - اور مدعا حاصل کرنے کا سب سے قریب ذریعہ ہے - یوں قریب ہونا ایک اور بات ہے لیکن جس مقصد کو حاصل کرنا ہو - اس کے قریب کر دینا اور بات - مثلاً ایک بچہ جو قریب بیٹھا ہو - اُسے ایک چیز دی جائے - کہ فلاں کو دیدو - جتنے عرصہ میں وہ چیز کو پہنچائیگا - اس سے بہت جلدی ایک بڑا انسان جس کے ہاتھ اس سے لمبے ہوں گے - باوجود اس سے دور بیٹھے ہونے کے پہنچا دیگا - کیونکہ وہ لڑکے کی نسبت ایک ایسا ذریعہ ہے - جو اس چیز کو پہنچانے کے قریب ہے - تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے - کہ میں تمہارے بھی قریب ہوں - اور وہ مقصد جسے تم حاصل کرنا چاہتے ہو - اس کے بھی قریب ہوں - مثلاً کسی نے ولایت میں تبلیغ کا کام کرنا ہے - خدا تعالیٰ ولایت کے بھی قریب ہے - اور یہاں کے بھی جہاں وہ شخص رہتا ہے - اس لئے وہ یہاں سے بات کو سن کر وہاں فوراً پہنچا سکتا ہے - تو اس آیت میں قرب مکان کا ذکر نہیں - بلکہ یہ کہ حصول مدعا کے لئے جتنے قربوں کی ضرورت ہے - وہ سب خدا میں موجود ہیں - مثلاً ایک شخص ولایت میں محتاج ہے - وہ وہاں سے ہمیں مدد کے لئے لکھتا ہے - کہ میری مدد کرو - اگر ہم اس کو روپیہ بھیجیں - تو پندرہ بیس دن کے بعد اُسے ملیگا - لیکن اگر دعا کریں تو ممکن ہے - کہ ادھر ہمارے منہ سے اس کے لئے دعا نکلے اور ادھر خدا تعالےٰ اس کا کوئی انتظام کردے - تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے - کہ میں قریب ہوں - اگر کوئی مدعا حاصل کرنا چاہتے ہو - تو مجھ سے کہو - دیکھو ایک مالدار شخص کو بھی جب مال کی ضرورت ہوگی - تو وہ کچھ دیر کے بعد صندوق سے نکالے گا - یا بنک سے ڈرا کرائے گا - ایک بیمار ڈاکٹر کے پاس جائیگا - ممکن ہے - کہ ڈاکٹر موجود ہی نہ ہو - اور اگر ہو - تو اُسے جواب مل جائے - کہ ڈاکٹر صاحب سوئے ہوئے ہیں - لیکن خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے نہ ہاتھ کی ضرورت اور نہ پاؤں کی دل ہی دل میں حاضر ہو سکتا ہے - کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے - کہ میں قریب ہوں - پھر انسان کے ہی قریب نہیں بلکہ جس مدعا اور مقصد کو حاصل کرنا ہو - اس کے بھی قریب ہوں - ادھر انسان یہ کہتا ہے - کہ الٰہی مجھے فلاں چیز مل جائے - وہ چیز خواہ لاکھوں اور کروڑ ہا میل کے فاصلہ پر ہو - خدا تعالےٰ اس پر اسی وقت قبضہ کر لیتا ہے - کہ یہ ہمارے فلاں بندے کے لئے ہے - کیونکہ جسطرح خدا اس بندے کے قریب ہے - اسی طرح اس چیز کے بھی قریب ہے - تو کامیابی کے لئے یہ ذریعہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ مفید ہے - خدا تعالےٰ فرماتا ہے - اجیب دعوۃ الداع اذا دعان - میں تمہارے قریب ہوں - اور بہت جلد حاصل ہو جانے والا ہوں - دوسرے ذرائع کے لئے تمہیں بہت کچھ کرنا پڑے گا - اور پھر بھی یقینی بات نہیں - کہ ان سے تم کامیاب ہو جاؤ - لیکن میرے حاصل کرنے کے لئے صرف توجہ اور اخلاص کی ضرورت ہے - جب کوئی میرا بندہ اس طریق سے دعا کرتا ہے - تو میں اس کی دعا قبول کر لیتا ہوں - قبول کرنے کے دو طریق ہیں - ایک یہ کہ بات مان لی - مثلاً یہ کہ ہم نے دعا کی کہ اے خدا فلاں کی مدد کر - اس کو خدا نے سن لیا - نہ یہ کہ اس کی مدد بھی کر دی - لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے - کہ جو مجھے پکارتا ہے - میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں - یعنی ادھر عرض سنتا ہوں - ادھر اُسے پورا کر دیتا ہوں - فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی

لعلہم یرشدون - پس چاہیئے - کہ وہ میرے احکام کو مانیں اور میری آواز کو سنیں - کیونکہ جب میں ہی ایک ایسا ذریعہ ہوں - تو مجھ پر ہی ایمان لائیں - تاکہ اپنے مدعا میں کامیاب ہوں ٭

کامیابی حاصل کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے یہی سب سے بڑا گر بتایا ہے - اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے - کہ کثرت سے دعاؤں کے ساتھ ان مبلغوں کی امداد کرے - جو ہمارے لئے اسقدر مصائب اٹھا رہے ہیں - لیکن اس لحاظ سے کہ ہمارے فرض کو وہ ادا کر رہے ہیں - ہمارے لئے ہی تکالیف برداشت کر رہے ہیں - وہ اپنے بیوی بچوں سے مال و جائداد سے - ملک و وطن سے دور بیٹھے ہیں - مگر تم قریب ہو - وہ سب دنیاوی تعلقات کو خدا کے لئے توڑ کر تبلیغ کے لئے گئے ہوئے ہیں - مگر تمہارے سارے تعلقات وابستہ ہیں - تمہیں سمجھنا چاہیئے - کہ جسطرح انہوں نے تمہارے لئے قربانی کی ہے - اسی طرح ان کا بھی حق ہے - کہ تم ان کے لئے قربانی کرو - پس تم لوگ جہاں اور طریق سے ان کی مدد کرو - وہاں دعاؤں سے بھی ضرور ان کی تائید کرو - اور یقین رکھو - کہ یہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے تم جلد سے جلد کامیاب ہو سکتے ہو - کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارے بھی قریب ہوں - اور تمہارے مدعا اور مقصد کے بھی قریب - جیسے تار برقی ہے - ایکجگہ ٹک ٹک ہوتی ہے - تو سینکڑوں میلوں پر فوراً خبر پہنچ جاتی ہے - خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں تو تار کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی - لیکن اس سے میں نے یہ بتایا ہے - کہ یہ تار کا قرب جب اسقدر مفید اور فائدہ رساں ہے - تو خدا تعالےٰ جسکا قرب اس سے بہت ہی زیادہ ہے - وہ کسقدر مفید ہوگا - اس کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا - وہ ادہر سنتا اور ادہر قبول کر لیتا ہے - خواہ کتنے ہی فاصلے پر وہ مدعا ہو ٭

غرض ایسا آسان اور سہل اور کوئی کامیابی کا طریق نہیں ہے - اس لئے ہماری تمام جماعت کو چاہیئے کہ ان لوگوں کے لئے جو اپنے بال بچوں - مال اور اموال خویش و اقارب کو چھوڑ کر ایسے کام کی خاطر دور دراز ملکوں میں گئے ہوئے ہیں - جسکا کرنا ہمارا بھی فرض ہے - اور پھر ایسے لوگوں میں گئے ہیں - جن کے اخلاص اور عادات سے واقف نہیں - ان مشکلات کے ہوتے ہوئے وہ کام کر رہے ہیں - بہت دعائیں کی جائیں ٭

اللہ تعالےٰ ہماری جماعت میں اس بات کے احساس کو پیدا کرے - تا علاوہ اور رنگ کی مدد کرنے کے دعا سے بھی ان کی مدد کریں - جو شخص اللہ کی خاطر اپنے ملک سے بے ملک اپنے وطن سے بے وطن ہوئے ہیں - خدا تعالےٰ ان کی زبانوں میں برکت دے دلوں میں ایمان مضبوط کرے - اور اعمال میں تقوےٰ اور سداد پیدا کرے - ان کی باتیں سننے والے ان سے مسرور ہوں - اور انہیں عظمت کی نگاہ سے دیکھیں - دشمن کی نظروں میں وہ ذلیل نہ ہوں - اور ان کی نظر میں کوئی بڑے سے بڑا دشمن ایسا نہ آئے جس سے وہ مرعوب ہو جائیں - آمین ٭

بقیہ فہرست وصایا

آمدہ درماہ مئی ۱۶ء

۱۱۲۱ مسماۃ محمد بی بی بنت محمد شادی خانصاحب متوکل محرر مقبرہ بہشتی قوم ڈار زمیندار ساکن سیالکوٹ حال مقیم قادیان - ضلع گورداسپور - اپنی جائداد منقولہ از قسم زیور قیمتی مبلغ ۷۰ روپیہ کے ⅓ حصہ کی وصیت کی ٭

۱۱۲۲ - مسمی محمد الدین ولد راج ولی صاحب - قوم بافندہ ساکن دو المیال - اپنے مکان قیمتی مبلغ ۳۱۰ کے دسویں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی جو واقعہ دو المیال ہے

۱۱۲۳ - مسماۃ مریم بی بی زوجہ منشی گوہر علی صاحب قوم آرائیں ساکن موضع کوٹلہ افغاناں تحصیل شکر گڈھ ضلع گورداسپور حال سکونت مبارکپور ضلع ملتان - اپنی جائداد منقولہ از قسم زیور قیمتی ۱۵۰ کے ⅓ حصہ کی وصیت کی - اور مبلغ ۵۰ روپے حصہ وصیت کردہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دیا ہے ٭

۱۱۲۴ - میر اکبر ولد محمد شریف اللہ صاحب قوم قطب شاہی ساکن موضع ہوتی تحصیل مردان - میرے حصہ کی آراضی ۱۹ کنال ۱۰ مرلہ ہے - جو میری کل مالکیت کا ⅒ حصہ ہوگی اور نقد چار صد روپیہ اور آراضی مذکور کی مالک بعد وفات میرے صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

۱۱۲۵ - مسمی محمد امین ولد موزہ خانصاحب قوم افغان ساکن موضع لاہور - ضلع پشاور - اپنی ماہواری تنخواہ ۳۰ اور کتابوں کے چھٹے حصہ ⅙ کی وصیت کی -

۱۱۲۶ راجہ غلام حیدر خان ولد راجہ شیر احمد خان صاحب قوم ڈیشی ساکن جاگیر ماڑی پورہ - بھیڑ ۸ راس گھوڑے - گائے نر و مادہ ۲ راس - سالانہ آمدنی از جاگیر ۸ راس روپیہ کے ⅓ حصہ کی وصیت کی ٭

۱۱۲۷ مسماۃ جیات النور زوجہ مولوی محمد فضل خان صاحب قوم راجپوت ساکن چنگا بنگیال تحصیل گوجر خان - اپنی جائداد منقولہ از قسم زیور قیمتی مبلغ ۵۰ کے ⅒ حصہ کی وصیت کی -

۱۱۲۸ - مسماۃ بھری والدہ احمد دین صاحب قوم ترکھان ساکن موضع سعد اللہ پور ضلع گجرات اپنی جائداد منقولہ از قسم زیور قیمتی مبلغ ۱۶ کا نصف ہمرازی ۸ روصیت میں دیتی ہوں مرنے کے وقت اگر کوئی جائداد ہو - تو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ٭